

تاریخِ نعت گوئی
میں

حضر رضا بریلوی کا منصب

شاعر لکھنؤی

مرکزی مجلسِ رضا ○ لاہور

تاریخِ نعت گوئی

میں

حضرت رضا بریلوی کا منصب

شاعر لکھنوی

مرکزی مجلس رضا۔ لاہور

محمد رفیع خاں شہید

مجلد جمعہ خزانہ

پیشکش پاکستان - پاکستان - پاکستان

تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب

شاعر لکھنؤ

مرکزی مجلس رضا - لاہور

ادارہ پروین کتابت لاہور

قاضی صلاح الدین

صفر المظفر ۱۳۹۷ھ ، فروری ۱۹۷۷ء

۲ ہزار

ملی پرنٹرز ۹ سرکل روڈ - لاہور

ایم منیر قاضی

کتاب

مؤلف

ناشر

کتابت

پروف ریڈنگ

بار اول

تعداد

مطبوع

طابع

ملنے کا پتا

مرکزی مجلس رضا - نوری مسجد - بالمقابل ریلوے اسٹیشن - لاہور

نوٹ: بیرونجات کے حضرات بین پیسے کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

تعارف

مرکزی مجلس رضا لاہور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے بلند علمی مقام ان کی دینی و ملی خدمات اور ان کی قد آور شخصیت سے متعارف کرانے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ مجلس کی کامیابی کا یہ عالم ہے کہ سات آٹھ سال کی مختصر سی مدت میں ہیں کے قریب بلند پایہ کتابیں شائع کر چکی ہے۔ یہ کتابیں پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کے تقریباً تمام ملکوں مثلاً ترکی، انگلستان، امریکہ، ایران، مصر وغیرہ کے علمی اداروں اور محققین کی خدمت میں مفت ہدیہ کی جاتی ہیں۔ اور ان کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ کئی کتابوں کے تین تین، چار چار ایڈیشن چھپ کر شائقین کے ہاتھوں پہنچ چکے ہیں اور مانگ ہے کہ کم ہونے میں نہیں آتی۔ مرکزی مجلس رضا کے معاونین و قلم کار حضرات میں بڑی بڑی صاحبان علم و فضل ہستیاں شامل ہیں، جن کی لکھی ہوئی کتابیں سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مجلس آزمودہ کار حضرات کے علاوہ نئے لکھنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی تربیت کا اہتمام کرتی ہے، جس سے ان کی علمی صلاحیتیں نکھر آتی ہیں۔ ایسے نوجوانوں میں ایک جناب محمد مرید احمد تھتھی صاحب بھی ہیں جنہوں نے کئی برس کی محنت سے ایک بلند پایہ کتاب ”اعلیٰ حضرت مشاہیر کی نظریں“ مرتب کی ہے، جو جلد ہی زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائقین تک پہنچ جائے گی۔ موصوف نے اپنے ذاتی تعلقات کی بنا پر تصنیف کے منجھ ہوئے ارباب اور شاعر حضرت شاعر لکھنوی مدظلہ سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کمال نعت گوئی پر ایک پُر مغز مقالہ لکھوایا ہے۔ تاریخین کی دلچسپی کے لیے فاضل مقالہ لکھ

کے خطوط نام محمد ربیعہ چشتی صاحب کی تلخیص پیش خدمت ہے۔

۷۸۷

۷۶-۵-۲۷

برادر محبتی صاحب۔ ہدیہ سلام و رحمت

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر اظہار خیال کی دعوت مجھے مل چکی ہے۔
اب آپ نے ازراہ شاعر نوازی کتب کا پارسل بھی بھیج دیا ہے شکریہ قبول فرمائیے۔
آپ کی خواہش کے احترام میں مصروف ہوں۔ ”حدائق بخشش“ میرے
ذریعہ مطالعہ ہے۔ انشاء اللہ جلد اپنی رائے بھیج دوں گا۔ یقین ہے آپ مع انحراف ہوں گے۔

آپ کا
شاعر مکلفی

دوسرے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

۷۸۷

۱۹۷۶ء-۶-۳۰

برادر تسلیم۔ آپ کہتے ہوں گے کہ میں اطلاع دے کر گم ہو گیا جناب،
حدائق بخشش میں گم تھا۔ نیچے مضمون حاضر ہے۔ یقین ہے پسند حاضری ہوگا۔
رہید سے مطلع کیجئے گا۔

شاعر مکلفی

قبل ازیں اگرچہ مجلس رضا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری اور ادب
گوئی پر ملک شیر محمد صاحب اعوان کا مقالہ ”مولانا احمد رضا خاں کی نقیہ شاعری“ اور
راقم الحروف کا ”اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر“ شائع کر چکی ہے۔ مگر پیش نظر مقالے
کی خصوصیت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے کلام کے فنی محاسن ایک ایسے شخص

نے اُجاگر کیے ہیں، جو اچھا منزل گو ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم الثبوت ماہرین بھی ہے۔
 آخر میں میں صاحبِ مقالہ حضرت شاعر مکینوی اور عزیزم مرید احمد چشتی کے لیے
 دعا گو ہوں کہ مولا و کریم انہیں دینی و علمی خدمات کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ مجلس
 رضا کے کارکن و معاون حضرات بھی شکریے کے مستحق ہیں کہ ان کی اُن تھک ساعی
 سے علمی دنیا اعلیٰ حضرت کے ارفع مقام، بلند و بالا شخصیت اور پیغام عشق رسول صلی اللہ
 علیہ وسلم سے متعارف ہو رہی ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

سید نور محمد قادری
 چک نمبر ۱۵ شمالی (گجرات)

۸، ۱۱، ۱۹۶۶ء

پیش لفظ

امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کی شخصیت جامع الصفات ہے۔ بیسیوں علوم پر ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ وہ اگر منفرد عالم تھے تو بے نظیر فقیہ بھی تھے۔ اگر علم ریاضی کے ماہرین ان سے استفادہ کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے تو محدثین و مفسرین نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھا۔ وہ ہیئت، فلسفہ، نجوم، جغرافیہ اور بیسیوں دوسرے علوم میں اگر متہیانہ شان کے مالک تھے تو بحر شعر و سخن کے بہت بڑے شاعر بھی تھے، خدا تعالیٰ بخشش میں ایسے ایسے موتی منظم ہیں کہ آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔

ضرورت ہے کہ ملت اسلامیہ کے اس عظیم محسن اور سرکارِ دُعا عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے کارناموں کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی جائے اور عامۃ المسلمین کو بتایا جائے کہ اعلیٰ حضرت کی حیاتِ پاک عشقِ حبیبِ کبریا (علیہ التَّحیَّۃُ وَالسَّلَام) سے عبارت تھی، یہ شخص ان کی زندگی کا حاصل ہے۔ انہوں نے دوستی، دشمنی کی بنیاد اسی کو بنایا۔ حضورِ پُر نور کی غلامی پر افتخار و اتہاج کرنے والوں کو انہوں نے اپنا سمجھا اور سرکار کی تنقیص و توہین کے مرتکبین کے خلات اپنے خالق و مالک کے تنقیح میں جہاد کیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جن پچاس سے زیادہ علوم کے منتہی تھے، ہم میں سے اکثر کو ان کے نام تک نہیں آتے اور ان کے علوم کے متعلق وہی شخص گفتگو

کر سکتا ہے جو اُس کے حسن و قبح کو پرکھنے کی صلاحیتوں سے بہرہ مند ہو لیکن رشتہ بریلوی
 قادر الکلام شاعر بھی تو تھے اور ہم میں سخن شناس، سخن فہم اور محقق حضرات کی کمی نہیں
 تو کیوں نہ ہو کہ ”حدائقِ بخشش“ کے شعری محاسن کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے،
 بتایا جائے کہ بڑے بڑے نامور شعراء اس درویشِ خداست کے آگے پانی بھرتے
 نظر آتے ہیں۔ انہوں نے ایسی سنگلاخ زمینوں میں مرحمتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کے پھول کھلائے ہیں، مقایم و معانی کے وہ باب و ایکے ہیں اور سادگی و پرکاری کی
 وہ مینا کاری کی ہے کہ ذوقِ عشق کراٹھتا ہے، وجدان جھوم جھوم جاتا ہے۔ اُن کے
 ہاں فکر کی گہرائی ہے، جذبول کی سچائی ہے، محاسن کی فراوانی ہے۔ انہوں نے قلب کی
 واردات کو صوت و آہنگ کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔

نعتِ سنتِ کبریا ہے۔ قلم و زبان کا اس راہ میں قدم رکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔
 اس فرض سے وہی شخص بطریقِ احسن مہذبہ برآ ہو سکتا ہے، جس کی نگاہِ علم دین کے تمام شعبوں
 پر ہو، جو شریعت پر پوری طرح عامل ہو، جو رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت
 رکھتا ہو۔ اور میں اس پہلو سے بھی مجددِ اسلام رشتہ بریلوی (قدس سرہ) جیسا عالم باہل نظر نہیں آتا۔ جس
 آدمی کو کھنجرِ کبریا کی رفعتِ شان کا ادراک و احساس نہ ہو، وہ نعت کیا کہنے کا کیا سمجھے گا، وہ
 نعت گوؤں کے مقام کو کیا جانے گا، اور رشتہ بریلوی تو اُردو نعت گوؤں کے بلاغیہ امام ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ ایک نغمہ گو شاعر کا ہے، انہوں نے شاید پہلی دفعہ حدائقِ بخشش کا مطالعہ کیا
 اور اُن کے ذہن و قلب پر جو اثر مرتب ہوا، وہ الفاظ کے روپ میں آپ کے سامنے ہے۔
 وہ خود بھی کلامِ اعلیٰ حضرت کو پڑھ کر بے ساختہ جھومے ہیں اور یہ اُن کی جاندار تحریر کی خوبی ہے
 کہ مضمون کے مطالعے سے آپ بھی اپنے آپ کو رحمتہ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہِ
 عظمت میں موجود پائیں گے۔

تاریخ نعت گوئی میں

حضرت ضابطہ بلوچی کا منصب

زمانہ رسالت حضور ختمی مرتبت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرب میں نعت گوئی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس دور کا ذکر کرتے ہی تاریخ ہمارے سامنے حضرت حسان بن ثابت، کعب بن زہیر اور عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) کے جلگاتے ہوئے چہرے پیش کرتی ہے اور ان کی تخلیقات شعری ہمارے قلوب میں عشق نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جذبہ پیش کرتی ہیں۔

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

(حضور سے بڑھ کر حسین و جمیل چہرہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا حضور سے بہتر اور برتر انسان دنیا کی کسی عورت نے کبھی نہیں جانا حضرت حسان کی یاد آواز ہماری سماعت کا وقار بڑھاتی ہے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ اس آواز میں۔

رُوْحِي الْفِدَاءُ لِمَنْ أَخْلَقَهُ شَهِدَتْ بِأَنَّهُ خَيْرُ مَوْلُودٍ مِنَ الْبَشَرِ

(میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ وہ سب سے نفع انسان میں افضل ترین ہیں) کی آواز ملا کر اس وقار میں چار چاند لگاتے ہیں۔ پھر کعب بن زہیر۔

أَنَّ الرَّسُولَ لَنُورٍ يُشْتَضَاءُ بِهِ مَهْتَدٌ مِّنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَسْلُوكٌ

(بیشک رسول اللہ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ کی تلواروں میں ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں) کا نغمہ لگا کر اس آواز کو اور آگے بڑھاتے ہیں۔

نعت گوئی کے اس سفر میں اور بہت سی آوازیں سماعتوں کے افق پر روشنی بکھرتی ہوئی نزدتی ہیں۔ ان میں شیخ محمد بن احمد، جمال الدین کجی، شیخ ابو محمد عبداللہ

ہا جو خبر نہ رہی سہاں شعور سے دوس میں مہجنت تھا اس نے بڑا بد سچا ہے و تعجب نہ نہیں کا
دو خزانہ وجود میں آیا تو میں فارسی دیکھ کے بہتین جو یہ پاسے اپنی تاب سے علم ہوں لایہ
کرتے ہیں۔ رخت گونی کا یہ خبر کہیں سے

نہ پشت و پناہ ہو و عالم سر و سار فرزدان آدم
کی شکل میں سنانی غامضی کو ہمارے رو بردار ہے کہیں سے
غلام حق بگوش رسول صادق تر ہے نجات نون حبیبہ و آیات
ہا قرہ بگوش اپنے سینا علی الدین عبد العزیز بیانی چہ ان پر دستگیر حیات
لاچہرہ ابھرتا ہے کہیں غامضی بگوشی سے

مرد مہربان مہمان و فدا سپہ سالار خیل انبیا و
کے شعر میں روپ میں نمودرتے ہیں کہیں سے

گرچہ بصورت آدمی ابد نہ ہو پیغمبر
آپا بہ معنی بودہ سرخیں ہمہ دنیا

کاورد کرتے ہوئے حضرت بقیہ رکن رشتہ شہید ہو چہ جنت ہمارے ہوتا ہے و کہیں حدیث
خو چہ معین الدین بشتی عبد الرزاق سے

عالم خدیجہ بدین مصطفیٰ بردر کیش گدیم سلطان احمد
کہیں ان میں جہود مانا کرتے ہیں بسا سلسلے سے لڑکے بڑھا جاتا ہے و
آفتاب شرع ادریتے تھیں نو علم رحمتہ للعالمین
کی آواز کے ساتھ عطار فیشاوری کے خدو خال ملتے جلتے ہیں کہیں سے
از رحمتہ للعالمین اقباب درویشاں بسیں

یوں نہ معطر خرقہاں چوں گل معطر شاہا
سہرے سے ذات شمس تبریزا علیہ رقتہ چہرہ بردر ہوتا ہے۔ لہجہ مولانا

جہاں لہریں رومی رعبِ رقتہ اپنی اڑنے والی سانس سے
 سید و سرور محمد نور جان بہتر و بہتر شفیق مذہب
 نے اغیار میں چہرہ مانی کرتے ہیں کہیں سعدی شفیق زلیٰ سے
 یہاں چنانچہ حق منیں درودِ محمد جان

سایہِ قد نے محمد دربانِ محمد
 نورِ مانتے تھے کہ چہرہ کائنات میں بہتر نہ ہو
 جس کا نام اللہ پر ہے اور جو بہت بار ہجرتِ باق و باقی
 نے اس کے لئے کئے ہیں کوششیں کہیں غنائم میں وہاں
 (علیہ الرحمۃ کی آواز سے)

جدا ہوئے ہر ایک کوئی از میں ہمارے سلام
 کہ شاہِ مہر گوید ہمہ کائنات میں اللہ
 کے نام سے اللہ کے لئے ہر ایک کوئی کمال
 ہوئے اللہ کے لئے ہر ایک کوئی کمال
 اور اللہ کے لئے ہر ایک کوئی کمال

بعد از جدا ہوا ہر ایک کوئی کمال
 اور اللہ کے لئے ہر ایک کوئی کمال
 اور اللہ کے لئے ہر ایک کوئی کمال
 بعد از جدا ہوا ہر ایک کوئی کمال

سہا پٹہ میں جہاں جگہ لگائی دیتا ہے کہیں نورِ عینِ محمد
 یا شفیق مذہبیں بارگاہِ آوارہ ام
 برادرِ یل بارِ باپشتِ آوارہ ام

کی تفسیر بچے اشکوں در بھیجے چہرے کے ساتھ کر رہے ہیں تو کہیں جان محمد قدسی کا چہرہ سے
 مرحبا سید کی مدنی العسری دل و ہمال با وظایت چہ عجب خوش فہمی
 ماہہ تشنہ بانیم و توئی آب حیات اصف فرہا کہ زخمی کز دلش نہی
 نسبت خود بہ نسبت کردم و بس منفعلم زان کہ نسبت بہ سنگ لکھے تو شد بجاونی
 لی پھوٹ سے گزرا نظر آتا ہے اور نہ تو مہر و زوں کے یہ سے مل کر اپنے اپنے بھیجے
 مزاج شوق و ذوق احوال زبان اور عشق کے مطابق لذت کوئی کی ایسی سدا بہار نصف
 بنا کرتے ہیں جو کہ فی حقیقت شاعری کے کیوں کر و نسبت سے وسیع تر کر دیتی ہے۔

فارسی نعت گو شعر، صوبیا، اہل کمال اور صاحبان بعیرت ہر وقت ہرگز نہیں
 فارس سے اپنے سفر و رشتہ بندستان کی حالت کوڑ تہجہ اور شاعری سے کہ سلسلہ کی
 گزریاں ایک دوسرے سے مل کر تحقیق کہ درمدا کو کو مدیر و ست و سمت و جہت
 عمارتوں ہیں اور جب فارسی زبان روز کے نکلے عتی ہوئی کہ کہہ لڑھکی ہے تو اس
 کا پس کی نظر کا مہر و ذوق احوال زبان اور عشق کے مطابق لذت کوئی کی ایسی سدا بہار نصف
 میں لکھے ہیں عمارتوں کا کمال و شہرہ و راہ و شہرہ پر شمشیر ہے۔ یہ شمشیر کی یہ
 صورت نائی ہے

محمد و وجہوں ال عید ہے محمد ذات سول
 خلق کو روز ہے جی کمال تجھ پر قربانی سے
 کہہ سنبھیں ہر کس کو دل دکنی کا چہرہ جاتی ہے نہیں تو آتی جی جاتی تو ان کے
 دہیئے میں ارمپہ اور ہوتا تو کیا ہوتا
 محمد کی ہجرت ہو تو کیا ہوتا

کے اندر میں دیکھ جاتی ہیں جہاز رحمت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں سے
 دہر دیکھتے نہت تھوڑے سب محمد کا جو چاہا چاہا ہو چاہا ہو چاہا ہو چاہا ہو

کہیں بہادر شاہ ظفر سے

اسے نروہ دو کون و شہنشاہ ذو کرم

ترخیل مسکین و شفاعت گیر ائمہ

کا ذبیحہ دہاتے ہوئے ہمارے سامنے آتے ہیں کہیں بدلتا کایہ نذر سے

حق بیلوہ گزرتا نہ بیان محمد است

اگرے عدم حق بہ زبان محمد است

کے غلام بن مسکے گرد سب نہ جانتے تو کہیں دین دیوانی سے

کرد غم سے آزادی مصطفیٰ کہتی سے ہے فریاد مصطفیٰ

کے لب و ہجیم نقش فریاد کی بن کرد توں کے واہونے کے منقطع ہیں کہیں دین

کا کوروی قصید لایہ سے

سمت کاشی سے پید جانب مقبرہ ہلال

برق سے دیکش پالائی ہے صبا لکھ چل

میں پتہ سدا بہار روپ کے ساتھ جھمکتے ہیں کہیں مولا حسن رضا خان سن بریلوی

رحمت اللہ علیہ سے

سیر گلشن کون دیت دشت حیدر چوڑا

سوئے جنت کون جئے دتھار چھوڑا

کے پر سے میں رز دنیا کے پھول برساتے ہیں کہیں حاکم کا جذبات نعت کوئی اس میں

وہ نبیوں میں تمت لقب پانے والا مرادین خلیوں کی برائے والا

مے ہمارے سماعت کی وادیوں میں آتا جاتا ہے کہیں احمد رضا خان رضا بریلوی رمتہ

الدعیہ کی منفرد آواز اس طرح گونجتی ہے سے

واہ کیا جو دو کرم ہے شرہ بطحاتیہ انہیں سنت ہی نہیں مانگنے والا تیا

نہایت کو زوں کا یہ غرور ہی آن بان سے جبری ہے۔ ذیل کی آوازیں اپنے اپنے لیے
 ہیں یا اپنا تعلق عشق ہی پر کرتی ہیں۔

نہ سرتا بہ پا حقی یا محمد
 نظر جانب ہر گنہگار داری

غزنی صفی دہی

یاد کے نقش سے روشنی پہ لکینہ ہونے
 گیت و دہرہ اللہ مدینہ ہونے

رایاں لکھنوی

وہاں شہر مصطفیٰ ہوں یا رسول مصطفیٰ
 یا رسول مصطفیٰ تھے وہ وہاں مصطفیٰ

اصغر کوتاہی

وہاں کائنات کی رحمت رکھتا ہو جس نے
 کسب و کار کو بخشے فوج وادی سب
 کما عشق و مستی میں وہی کائنات وہی آخر
 وہی قرآن و وہی نواں وہی یہاں وہی تھے

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ

آئی ہیر کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کھینچنے لگاؤں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بیدار شاہ ویدی رحمتی

اندازے اگر ناک ترے نقش قدم کی
 سر پہ کبھی کبھی بھی آنکھوں سے لگائیں

سرت سوبانی

وہ سمجھ جائیں گے کیا چاہیں پس بس کہ نہ روں میں
اک روز نیکے والی تھی سب دنیا کے درپڑوں میں

مولانا ظفر علی خاں

اک رُز سے اور رحمت سلطانِ مدینہ
اس کوئی فکر رحمتِ سلطانِ مدینہ

جگر مراد آبادی

اگر اپنے سے لگا محبتِ اخویہ
میں تالی لکھتا ہے رحمتِ عالمیہ

دو جیسی شش

بشیرِ ہستیوں بدل میں جسے چھت
یہ عالمِ حراں الیہوس ہمارے ہے

اصطفا خاں لکھنوی

کراست رہتا مانیِ افاضتِ قیوم
کہ بہت ہر دوہوں زیرِ حکمِ علوم

(معروف امیتھی)

شب و روز معدونِ سہل علی ہوں
میں وہ چاکرِ ناقہ انبیا ہوں

سردار عبدالرب نشتر

صاحبِ تاجِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
صدرِ نشینِ بزمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

روش صدیقی

میں دل سے اٹھنے لڑنے درود
گوئی اس کی نلک نلک ہائے

(حفیظ تائب)

دریتوں درود و جاں لے کے جاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں

ربنا رکھو

وہ کہ ہے آگاہی زیست ہو
ایک دن آگاہی سے مراد ہے

(حافظ مظہر الدین)

استغفار ہے یہ دعا
اسی دعا سے کہہ کر کہہ کر

(احسان دانش)

سے جلا کر، رہا جو ہے
جہاں میں ہی ہے، یہاں ہے

زار سے مرید ہوئی

تبسیر شب شبستان محمد
والفجر صوبہ رخ تابان محمد

(ذہین شاہ تاجی)

وہ جس نے نور انسان کو غلامی سے ہائی دی
وہ جس نے پنچہ مرگہ دوامی سے ہائی دی

(حفیظ جالندھری)

نعت سرکار بطلی رقم ہو گئی
آج معراج لوح و قلم ہو گئی

شاعر معنوی

جب بھی سپاہیوں سے پیر کو پوچھئے
خندق کا ذکر کیجئے خیر کو پا پھئے

عبد بن ابی بنی

محمد عربی آبروئے بر دوسرا
حبیب پاکِ خدا جانِ عالم و آدم

عبد العزیز خالہ

نعت محبوبِ داور سند ہو گئی
فردِ عصیاں مری مسترد ہو گئی

منور بدایونی

ہم صحتِ گوشت بن در مستغنی ہیں
ہم اور کسی در پہ جہیں کیسے جھٹائیں

اقبال عظیم

ریضِ خدا کا گل سر سبد
محمد ازل ہے محمد ابد

سلیم احمد

کہکشاں بڑھ کے چھپے قدم آچے
یہ تو معراج ہے کہکشاں کے لئے

مشر بلایونی

شکر و فن . اظہارِ ابدان اور تاثیرِ قضا کے اعتبار سے اردو ادب میں سرانے ہر جہر کھتی ہیں
 اُن کی فارسی لغتیں بھی اسی درجہ صاف پر فائز ہیں۔ انہوں نے نعت کے میدان میں اپنی جود سے
 جمع کیے ہر اعلیٰ نمونے پیش کئے ہیں ان میں سے ایک ایک مشہور و مقبول نعت کا ذکر کرنا
 مفروضی سمجھتا ہوں جس میں اردو، ہندو، فارسی اور عربی کے تانے بانے سے وہ
 عمارتِ تعمیر کی گئی ہے جو نعت گوئی کا ذوق رائے والوں کے ذہنوں میں ہمیشہ اپنی جگہ
 قائم رکھے گی۔ یہ خلیق ذوقِ نوح اور حسنِ ظرافت و مزاح کا یہاں نہایت ہی اعلیٰ مثال
 ہیں علیٰ حق، قاضی، مسعود اور شاہ، مدللانِ طالع کے مدد و شاید ہی کم ہیں۔ اور
 نظر آئے۔

لایا بظہرک فی نظیر مثل تو نہ شدید امان
 جب جگ کو تاجِ قدس سے سرسبے تجھ کو شر و سر جہا

بحسبِ حال و نحوہ صلیٰ من بنے اس و سولہاں موش ریا
 اتحاد میں ہوں بگڑی بد ہو۔ اور یہ سب یاد رکھا جانا

بالمنطق نظریات کی دینیوں پر بیبہ۔ یہی حرفے کہی
 قدوسی جوت کی بھابھیں جگ ہیں۔ پچی مری شب نے نہ دن ہونا جہا

مذہب بالافت ہندی، اردو، فارسی اور عربی اکبر ہونے کے باوجود اپنے
 آثار کی بولی کو برتتے رہتے ہیں۔

نعت گوئی کا فن عشقِ رسول و منزل میں ایک ایسا پل مضبوط ہے جس پر قدم
 رکھنے اور توازن قائم رکھتے ہوئے اس پر سے گزر جانے کی سعادت بہت کم لوگوں کو نصیب

کتنا فاصلہ گنتی ہے اسی کو کہتے ہیں 'بذبح و فن بنانے کا ہنر' اسی زمین میں ایک شعر ملاحظہ ہو۔

دل اپنا بھی شیدائی ہے اُس ناخن پا کا

اتنا بھی مہ تو پہ نہ اسے چرخ کین پھول

یہاں ناخن پا اور مہ تو کی نسبت کے عرود 'پھول' کا لفظ اپنا کچھ اور سی رنگ و روپ

مستحکم ناز و سحر والی اپنے عروج کماں و ٹیڈہ ہی ہے منتظرِ طربان نہیں ہیں کیئے ۔

میرا ہے رخصت اُس تختہ ن کر م کی

نہا ہے جس میں حسین و حسن پھول

غالب اپنی اسلوبیت میں ان کے لئے کیسی نئی سہولت کا شوق و شہ

اور عجب عجب معنیوں کا شکار ہے۔ ان میںوں میں شعر کے کواچھوڑ بیٹہ۔ پھر اس میں پڑی

لفظ میں اور امتیازی شے ہے کہ اس کا اس بات نہیں کہیں رہا۔ یہی کی ہے ایسی بہت

اسی زمین سے عقیدت اہمیت۔ اس کے پھول بہا لے اتنی جگہ شاعر کے ساتھ گزر

جاتے ہیں۔ دل نہیں لیتا۔ جاتے ہیں ۔

پوچھے ہیں۔ سہلش و آسائش کے سہلے عیوں

کیف کے پر حیاں میں کوئی بنا لے یا لریوں

شبِ حرق کے دتے کود و مہلوں کے قاب میں کس طرح سمون اور حفاظ مفہوم

امید بن جائیں غیہ معونی انداز بیان ہے۔ کیف کے پر حیاں میں جو اپنا پڑی ہے اس کی

تعریف نہیں ہو سکتی۔

علا، مجتہدین اور بحر العلوم قسم کے لوگوں کی شاعری میں موٹے موٹے اور ثقیل الفاظ

کی بھر مار شعر کے الفاظ تلے دب جانے اور محاسن شعری کے فقدان کی روایت عام ہے

و بعض مواقع پر اس کی صداقت ثابت بھی ہو جاتی ہے لیکن رضا بروہی کی کاوش و شکر

اس روایت کی نفی کرتی ہے۔ ذیل کے شعر میں ان کا دئے سخن اسی طرف سے ہے

جو کئے شعر و پاس شرف دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اُسے پیش جلوہ زمرہٴ حضرت کر یوں

غائب کی مشہور غزل کا مصرع ہے

روئیں گے ہم ہر بار کوئی ہمیں تنہائے کیوں

اور اس میں بھی حضرت رضا کی مشافی ملاحظہ ہو

چہرے کی کئی تہا ہاٹھو کریں سب کی کھائے کیوں

دل و جو قتل دے خدا تیری کلم سے جوئے کیوں

غائب نے تو پاس سے دل کے پاس رکھنے کا مشورہ دیا کہ ایک تہا ہاٹھو کریں

وہی بات کہی تھی مگر حضرت بریوٹی نے دل و جو قتل دے خدا کہہ کر اس خیال کو دور

لگے بڑھ دیا ہے۔ اسی زمین میں یہ شعر ٹپھنے اور دھڑکیں

جان بے عشق مٹھنے اور فزوں کر سننا

جس کو نو درد کا مذاق مار دوا اٹھنے کیوں

اور ان کے کہنے کا کلام کیفیت عشق کے عشق کو ان کا کہنا ہے کہ یہ ہے اور

سمت میں کو کس صحت پان کیا ہے

رنگ من بندیا ہر ما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شب زلف یا مشک تخت یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خوشید خدا کس زور پر کیا بڑھنے بچا تھا قمر

بے پردہ جب وہ رت ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

انہی شعر کے خط کشیدہ الفاظ پر نظر جمائیے یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں کا انداز قیامت

ہے۔ اس زمین کی مشکل کو کس آسانی کے ساتھ حل کیا ہے قابل دید ہے

ہے دم عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھیں

شکرینے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھیں

اگر کسی شاعر سے کہا جائے کہ "مقالی ہاتھیں" نظم کرو تو وہ بتا دے کہ بڑے کا۔

کرشت خد بھی ن سے کسبِ عافیت کے لئے آتے ہیں کیا کچھ خیال ہے سجان نہ سجان نہ۔
نیرت بیان کا کہ اور شاہکار دیکھئے یہ شعر جہاں روانی، الفاظ کے درو بست
فکر کی گہرائی اور تنوع کے اعتبار سے بڑے سے بڑے دہ کے نقول کے جاکتے ہیں۔

ہے کلامِ لمبی میں شمس و شمع تیرے تیرے نورِ فرائی قسم
شبِ تار میں ریزہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دو تار کی قسم

تو مسندِ اوستا میں شریا کر غلامِ راز ہے رُتِ این
تو ہی سرورِ و جہاں ہے تھا تو مثل نہیں ہے نہ کی قسم
لیدی کیسی پرانیہ اور سرِ پانہ ز کھست قسمیں لکھ دی جا رہی ہیں۔ نور ان کے زوہوں پر
نور کیلئے ہر نقطہ سے خوشبو کے نور سے چھوٹ رہے ہیں۔

یہ شیبہ بہ رخِ نموی پر شاہِ گل پانہ جو کتبِ پانہ جہاں گئی
شبِ دو سے کر کے نخلِ یار شاہ میں کھینچا ہے بہت ہاں پر شاہِ گل

پہلے میں تھا نہیں کو زبانِ نورِ نموی کو پھول سے تشبیہ دی جاتے تھے
اسے نور ہی خیال تھا ہے کہ پھول ہ جہاں تو ان کے جو کتب پانہ سے پانہ ہے ایسی
صورت میں کس شان ہ جیاد بھڑ پانہ نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرے شعر میں شاہ پر پانہ
موتے اشوں کو جہاں گل کہنا اور شاہ کو کانٹے سے نسبت دینا بڑی رنگ بابت ہے۔
یہ شعر بھی دیکھئے۔

سر ز جہاں ز شفا دیکھئے نار سے پنچنے کی صورت کیجئے
ان کے نقشِ پا پر غیرت کیجئے
نکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے

آئندہ تہذیب کرنی۔ ت کرنے میں ہم بہانہ نہیں پرشیدہ ہے اس کی کیا درد دیا جائے
 خدا کی رضا جیتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضا کے محمد
 بات اگر منصفی خدا سے کہی گئی ہے۔ وہ وہ خدا کی رضا کے طالب ہیں اور خدا
 مسد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا طالب۔ مفہوم یہ ظاہر کرنا کہ بغیر کو نہیں
 اور خیر و فلاح کے لئے کسی کوئی سادہ بات کیے جو بصورت انداز میں کہہ دو گئی ہے
 تم غفلت سے نہ رہو اور ادا کی ال مشکل آسان ہی مری تنہائی کی
 قافلہ دار (محبیب کی حالت چنے کے لئے کرکنا اور ایک عاشق رسول کا ہے
 مری پناہ دیا ہوا آقا کی حالت کا ہے۔ سنا تھا ہاں اسی وقت ممکن ہے حب تنہائی
 کی مشکل آسان ہو۔ ایک سسٹم کی آسانی کے لئے وہ کسی تربیت کے ساتھ آج
 کرتے ہیں۔

مشکل آسان ہونا مری تنہائی کی

اس تجویز کو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی رحمت سے ہے۔ اس کو بصورت
 ہے جس میں شہداء و شہیدوں کے لئے اپنی والدین کا اظہار کیا ہے۔ یہ ایک
 اس میں شہداء و شہیدوں کے لئے اپنی والدین کا اظہار کیا ہے۔ یہ ایک
 ادا کیا ہے

جب مدینے ہ مسافروں کی پاس بٹا ہوں

حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

ان کے بعد میں بھی گفتا و دو اور کتنی مصومیت ہے ان دونوں کو ساتھ لہجے سے
 حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں اور مشکل آسان الہی مری تنہائی کی
 کرپہ دونوں بچوں کی انفرادیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے مگر حضرت رضا بریوں کے مدد سے
 شافی کا تاثر امیدواروں کے ساتھ ساتھ شاعر نے لکھا کہ بڑا درد منہ ہمارے سلفے پیش کرتا ہے۔

اس زمین میں دو شعر ملاحظہ ہوں سے

رونی بزمِ جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
کبر ہی ہے تیغ کی گویا زمینِ سوختہ
برقِ انگشتِ نبی چمکتی اس پر ایک بار
آگِ تم ہے سبز مرہیں نشانِ سوختہ

پہلے شعر کے دو سہ سے نہ تے ہی شمع گویا اور زمین کی ابھی نسبت لکھنا نہ لے
نہ ہے۔ دوسرے شعر میں پانچ کے اندر دھبوں کو نشانِ سوختہ لکھا اور اس میں
سب برقِ انگشتِ نبی کے چمکنے کو قرینہ دیا کتنی اور بات ہے اور مولے فکر کی ایسی دانش
نماں جس کا وہ شعر میں خوب نہیں۔

اسد علی خاں شمس کے مرثیہ میں اس کی ساری ساری رسم الے شوقِ بزم سے
مستند ہے جس میں وہاں مشعلیں جھلکتی ہیں اور آتشبار سے زور کے چولہے وقت کی
لگاتار آگ لگاتی ہیں اور آوازِ غنّ اور سہلارہ و سہلارہ لگاتار لگتی ہیں۔
بہر حال سید و شعر پیش کے بغیر شمس کی۔

لا اہی زمینِ عشر سے جب بھر میں دن
و من محبوب کی گھنٹا بجا کر ساغز ہو

یہ بھی سب بہیں انھیں حسابِ جرم ہیں
اُن تبسمِ لیزہ بونوں کی دعا کا ساتھ ہو

جس کے تھوڑے تھوڑے دھوڑن ہے آبِ حیات
ہے وہ حبانِ مسیحا ہمارا نبی

سارے اچھوتوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا — ہمارا نبی

نامزد قدرت کا حُسن و تنکاری واہ وا
وہاں تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ وا

سُورۃ النبی میں جو دین و دنیا کی سیکڑوں مملکتوں میں مار رہے

ہیں۔

سُورۃ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شہدِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہرِ یارِ ارم، تاجدارِ حرم
فرارِ سارِ شقاوت پہ لاکھوں سلام

عابِ نہ پانی نہ آگ کے پک مہلے میں بہوں کا لفظ غم یا تنہا میں پریشان کرنے
بڑی ناک بہوں چڑھائی تھی جفا بر بونی نے 'بہوؤں' کا لفظ ایک شعر میں استعمال کیا
ہے۔ زورِ نعت میں اس لفظ کی پاکیزگی و رفاقت دیکھئے۔

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ ٹھکی
اُن بہوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

یہاں بھی دیکھئے کتنے پیارے اور محبت بھرے لہجے میں آواز کے کوئین سے مخالفت ہے۔

مصلیٰ خیر اور علی ہو سرور ہر دو سرا ہو

پنے بہوؤں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نیا ہو

۔ بیان اتھو کی درد مندی روزِ نیا ہو ۔ کی طرزِ ادب پر قربان ہو جانے کو دل چاہتا ہے ۔ اسی

طرح اس شعر کے تاثر کی بنے پناہی کا اندازہ ملاحظہ طلب ہے ۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں خستہ کا

ہم مفلس کیا مول چنانچہ اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

لفظ و معنی کی ہم آہنگی سستا سودا ، "رجحنا" ، "مول چکانا" اور ہاتھ ہی خالی

ہے کے مزہ کو یا گینے جڑ دیے گئے ہیں اپنی بے جذباتی دس سے ہتھ اندر یہ منظر کتنی

موسیقی ہے ۔ وہ مقام ہے جہاں سستا سودا کا قلم کو جھڑکا ہے اپنی بے جذباتی

کے باوجود امید کا دامن ان کے ہاتھوں سے نہیں چھوٹتا ، فرماتے ہیں ۔

نفا قسمت ہی کھل جائے جو کھنڈوں سے خراب آئے

رنگِ دلی ملک درگاہِ حنّام معاف ہے

چھ سس من اپنے بندہ کا اظہار کرتے ہیں ۔

بیان ہے قابلِ مصطفیٰ و ستران ہے حالِ مصطفیٰ

میرنی شہزاد بادے اے شمعِ جمالِ مصطفیٰ

گل سے بادِ رُسل سے اعلیٰ اجلال و جلالِ مصطفیٰ

اس شعر میں منکر کی صناعتی نے معنی کا عجیب پیکر تراشا ہے ۔

ذرا سے جھڑک کر تیری پیڑروں کے تاجِ سر پہنتے ہیں پیاروں کے

اُن ذروں کا سیاروں کے کمرِ تاجِ بننا جو حضور کی نعلینِ مبارک سے جھڑک رہے

ہوں قدرتِ نکر کی ایسی مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی ۔

روضہِ اطہر کی زیارت کے موقع پر بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں ۔

جاہو آؤ شہنشاہِ کاروضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

کب نہ متویا خوب بھائی پیا ہیں آؤ جو شر کوثر کا بھی دریا دیکھو
 پر نہیں ب حرم خوب کرم کے پیٹے
 ابر رمت کا یہاں زور بر سنا دیکھو

یہ دوسرا حصہ ہے جس کی کہانی اور جوہر کی کے ساتھ افلاک کے قباب میں دھنست ہیں
 وہاں کیہ شہزادے بے شر بطنی تیرا
 آں سننا ہی نہیں مانگے دراز تیرا

نہیں یہاں قیدی ہیں اس کے مالک تیرے ہیں مدد ہو ۲۰ اٹھارہ رمت واد
 سے یہاں نہیں کا حکم ہے جس میں نہیں کہ دینے اور اتنے قیامت لائق ہیں
 وہاں سانس کو اپنے دامن میں تیرا مشغول ہو رہا ہے
 دینے والے تجھے دینے والا تیرا دے
 لڑنے مشغول وہاں سانس کو جانے
 رمت واد میں جوئی دریا افلاک واد سے لے کر کائنات میں نہیں تیرا
 وہ خود کچھ دیکھ میں اس دے نہیں نہیں کہ سکتی

نہیں رعتیہ قیدی کے کہ مطلع سے کچھ سماعت کو غلط نہ کہے
 نہیں ہے یا شہر تسنیم نہ تیرا
 آپ پیا سوں کے تجھ میں ہیں نہ دیا تیرا
 دیا ہا پیا سوں کے تعاقب میں پہنا رمت سرکار و عالم رعتیہ واد کے
 لے کتنا وسیع استعارہ ہے

میں تو ہاں کہوں کا کہ ہوا کا کہ حبیب
 یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

کتنی بڑی بات کتنے اقتدار کے ساتھ کہہ دی گئی ہے۔ محبوب و محبوبہ اور میرا نیز کی
 نسبتیں غموم و محبت کی یہ کیا منزلیں سرزد رہی ہیں۔ ایک ور کو شیر فکریہ و غموم ہو
 کیا ہی ذوق افزا شفاست ہے تہذیبی وادہ
 تشریف میقی ہے گئے پر نیز گاری و د و

پیشہ خدمت میں ذوق افزا کا کھڑو معالی کے کئے گوشوں پر پھیلے ہے۔ دورے
 صحت میں سے بات کو اٹھا کر کار کا رہی اور شروع پیدا کئے کا نئی کار فرما ہے جو حضرت
 نے ہی کے مرقع شمس سے ہے۔ ہرگز موری اقامت کے موری و حاصل کرنا مقصود
 لئے کہ شفاست ہے مرقع ہاتھ سے زبردستے پاسے القاد و بدادہ اور ورا چھوٹا فیماں ہے
 اعلیٰ خدمت رضا بریوی میں ہرگز کو اپنی اس حیثیت پر زبردستے کہ وہ شہر گردوں بجانب
 الہیہ و الہیہ دیکر ہرگز اس نسبت سے وہ خود کو رشاک تو ورنہ یک رنگ رہا آفتاب
 کہنے میں حق بجانب ہیں۔

آفتاب لہر مول رنگ رہا آفتاب ہوں

وہ لہر سے تہ گردوں بجانب ہوں

ذوق ہے آفتاب ہیں اس کی صفت یہی ہے وہ آفتاب کی نسبت سے
 اس کے رنگ کا ہرگز و مغرب نہیں اس کے رنگ کا یہ چھپنا نہیں ہرگز رشاک کرے اور ہے
 آفتاب پر رشاک سے نوزے۔

نعت لونی ہیں ہرگز کی سرور کا عرفان ہی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب آدمی
 صاحب دل صاحب نظر پاک باطن بل خبر اور اہل کماں ہو ورنہ وہ آفتاب اور رنگ رش
 آفتاب کے بنیادی ذوق و رس کی نوعیت و نزاکت میں نیز نہیں کر سکتا۔

عام طور پر شعرا کے نزدیک تمام اصناف سخن میں غزل کو اظہار کا بہترین وسیلہ
 قرار دیا گیا ہے ورنہ اس میں شک نہیں کہ غزل باریک سے باریک جذباتِ عشق کو اپنے میں سمونے

اور انہار کے رنگ رنگ زاویے ترشے ہیں ٹبر موثر کردار ادا کرتی ہے۔ بات اس حسن سے
 کہی مانے کر سننے والے بچک کر اسے اپنے دل کی بات سمجھ لے یہ ہے خزل کا بنیادی وصف۔
 نابا بھی سبب بن کر بے شرعوفیائے نظام، شعر، فقر اور ان تصوف نے اپنی
 بات کو دل میں اتارنے کے لئے خزل ہی کا انتخاب کیا ہے۔ میرے ذہن میں بدول سے ایک
 شعر بھی یاد آتا ہے۔

عمر میر موسم بہار رہا (رسانچہ قادی)

اسی جو وفا کی ہے یہ حالت سنا دوں گا یہ شعر میری حالت کرا تو میں جو اس
 ایسا کہ یہ جی نہیں سہا سنا دے اس حالت شعری کی دو تہیں ہے۔

وہ سوئے لار نہ پہنچتے ہیں تیرے دن سے بہار پھر تھے یہی
 تیرے سوئے لار نہ پہنچتے تھے یہاں سے بہار کے دن پھر جانا نہ ہو تو مونی کی کیا
 ان اشعار میں علامہ کا بعض شعراں نے یہاں کی لذت اور طبع کی پہنچ کی تیرے ملک کی محبت
 کا ایسا ایسا آمیزہ کر لیا ہے کہ ذائقے کو آمون ہی سے چھٹا کر سنا ہے۔
 تنہا شاہ باب و ہر کے شعور طوط رہا بدین کی فریدوں نے قسمت پر ہم ہوا
 اور انہار کے بیکر ترشتی میں نہ رہا اب بھاتی ہے۔

غم ہو کٹے بے تھو آقا بسندہ تیرے شاعر آقا
 مجھ سا کوئی غمِ روضہ ہوگا تم سا نہیں غمِ گسار آقا

جس خاک پر رکھتے تھے قدم سید عالم
 اس خاک پر مندر ہاں دل شیدا ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
 آباد رہنا جس پر مدینہ ہے ہمارا

یہاں خاک کے فطرت پرستانے لاندھ کئے جاسکتے ہیں۔

بہتی تھی زمیں کیسی ، تھی دھوپ لڑی کیسی

نور و شہر بے سایہ اب سایہ کمناس آیا

یہاں لڑی دھوپ میں اس قدر بے سایہ کمناس آیا ، اتنی خوبصورت منظر نگاری ہے جس پر وجد کرنے کو جی چاہتا ہے۔

جناب حضرت رضا بریلوی مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ میں نے کوئی شوق و

لذت سے اپنے دل سے نکال دیا ہے وہاں پرانے زمانے کا حال ہوتا ہے وہاں کے انسانوں میں لاشعور ہے

یاد میں ہی کی نہیں بوش تو جہاں مجھ کو

پھر کون دے دہشت کے مہم جوں میں مجھ کو

میرے سرخونہ گیسٹ یہ کھلیں بے حد

اے میں اپنی بردے مندریں مجھ کو

یہ بیان تو کب پرستی لائیں علی پر حجاب کے مہم جوں کے ذکر آیا ہے تو

میرے دل کا یہ شعر بھی سن لیجئے۔

او نمک پاشش تھے اپنی دولت کی قسم

بات تو جب ہے کہ ہر دم اندھاں ہو جائے

حضرت رضا بریلوی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ میں نے کوئی شوق و

لذت سے اپنے دل سے نکال دیا ہے وہاں پرانے زمانے کا حال ہوتا ہے وہاں کے انسانوں میں لاشعور ہے

یہ شعر کا باس پہناتے رشتہ ہیں۔

اے رشتہ و نسب رخ پاک سنانے کے لئے

تندر دیتے ہیں نہیں مرغ خوش لحاں مجھ کو

اے رضا جانِ عسادل تیرے نعموں کے ثمار
بلبلِ باغِ مدینہ تیرا کہت کیا ہے

گوچ گونچ اٹھے ہیں نعماتِ رضا سے بوساں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنفا ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو توجہ مبذول
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

احکامِ شریعت کی سختی سے پیروی علماء کے بعض مکاتب فکر میں حضرت رضا بریلوی کو
سخت گیر کے روپ میں پیش کرتی ہے لیکن ان کے علمی تجربہ اور شاعرانہ کمال نے اختلاف
کی کوئی گنجائش نہیں۔

آتے رہے انبیاء کما تسیل لہم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
والخاتمِ حطلم کہ خاتم ہوئے تم
آخر میں ہوئی مہر کہ املت لکم

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ !
پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ

شہا بے کس نوازی کن لمبیا چارہ ساندی کن
مربض درو عصیانم اغثنی یا رسول اللہ

اللہ کی سزا بقدم شان ہیں یہ ان سانبہیں النال وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے 'مری جان میں یہ

اس رباعی کی حقیقی تعریف کی جاوے کم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انسانی شرف و برتری کا نقشہ کتنے مقبرانہ لاز میں کھینچا ہے۔ مفہوم کی بلاغت، بیان کی لطافت کس کس ہنر کو سراہا جلے۔ بے ساختہ مرزا اودھ علی کے الفاظ زبان پر آتے ہیں۔ پہلے یہ کہا گیا کہ سرکار دو جہاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سرتا قدم اللہ کی شان میں، پھر یہ بتایا گیا کہ یہ انسانی باس میں ہیں لیکن ایسے انسان ہیں جن کی مثال تمام عالم انسانیت میں نہیں ملتی۔ پھر یہ بتایا گیا کہ یہ وہ انسان ہیں جنہیں قرآن ایمان بتاتا ہے۔ پھر چوتھے مصرعے میں ہے

"ایمان یہ کہتا ہے 'مری جان میں یہ"

کہہ کر مفہوم کو فصاحت و بلاغت کے نقطہ عروج پر پہنچا دیا گیا ہے۔

دنیا میں ہر آفت سے بچنا مولیٰ حقے میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
ہیٹھوں جو در پاک پیغمبر کے حضور ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ

ذرا ناری میں مانگنے کا لب و لہجہ اور آرزو کی تڑپ کا منظر ملاحظہ کیجئے۔ وستران اس آرزو کے ہے

اُمتان و سیاہ کاری ہا شافعِ حشر غم گساری ہا
سگ کوئے نبی و یک نگے من و تا حشر جاں نشاری ہا

اردو میں اندازِ طلب کی مصومیت دیکھئے

یا الہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

رباعی، قطعات، قصائد، غزلیں "حدائق بخشش" میں ایک سے ایک انمول موتی
 موجود ہے۔ افسوس کہ ہمارے ملک کے بعض ایک رخے "نافتین" نے تصویر کا یہ
 رخ دیکھنے کی زحمت ہی گوارا نہ فرمائی ورنہ رضا بریلوی کا کارنامہ نعت گوئی ان کے
 دوسرے علوم و فنون کی طرح کب کا عوام کے سامنے اچھا ہوتا۔ میں نے اپنے مضمون میں اگرچہ
 ان کی نعت گوئی کا مقدور و بھرپور جائزہ پیش کیا ہے۔ پھر بھی وقت کی کمی نے بہت سے
 گوشوں سے نقاب نہیں اٹھانے دیا۔ ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہ مضمون رضا
 دوستوں، نقادوں اور اہل انصاف کے لئے ایک تحریک کی حیثیت ضرور رکھتا ہے۔
 اگر عشق سچا اور طلب صادق ہو تو تلوار کی دھماکے بھی انتہائی توازن اور یک گامی کے
 ساتھ گزرا جاسکتا ہے۔ حضرت رضا بریلوی نے اس منزل سے گزر کر ثابت کر دیا ہے کہ
 وہ بڑے بڑے نعت گوؤں کے درمیان اپنی ایک منفرد و ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

محمد یعقوب خاں شہروردی

محمد یعقوب خاں شہروردی

۸۸، کریم پارک - بلاک ۷، کپارہ، لاہور

مطبوعات مرکزی مجلس رضا ، لاہور

تجلی المشکوٰۃ از اعلیٰ حضرت قدس سرہ

اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام از مولانا اختر شاہجہان پوری

سوانح سراج الفقہاء مع فتویٰ مبارکہ اعلیٰ حضرت

از مولانا محمد عبدالحمید شرف قادری

ہیقامات یوم رضا از محمد مقبول احمد قادری

فاضل بریلوی کا فقہی مقام از علامہ غلام رسول سعیدی

اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر

از سید نور محمد قادری - تقسیم ہو چکی ہے -

تمہید ایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی

فاضل بریلوی اور ترک موالات (طبع پنجم)

از پروفیسر محمد مسعود احمد ، ایم - اے ، پی - ایچ - ڈی (پنجاب)

ہیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں (طبع سوم)

از پروفیسر محمد مسعود احمد ، ایم - اے ، پی - ایچ - ڈی

یہ کتاب بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے گی - اس لئے دو روپیہ کے

ٹکٹ بھیجنا ضروری ہے -

مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری (طبع چہارم)

از ملک شیر محمد خان اعوان (بلا قیمت) تیس ہیسے کے ٹکٹ بھیج کر

طلب کریں -

المجمل المعدد لتالیفات المجدد (طبع دوم)

از علامہ ظفر الدین بہاری (بلا قیمت) تیس ہیسے کے ٹکٹ بھیج کر

طلب کریں -

معائن کنز الایمان (طبع سوم)

از ملک شیر محمد خان اعوان - تیس ہیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

فضائل درود و سلام

از مولانا محمد سعید شبلی تیس ہیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

اجلی الاعلام (عربی)

از اعلیٰ حضرت بریلوی (یہ رسالہ ترکی اور دیگر ممالک اسلامیہ

میں تقسیم کیا گیا) -

عاشق رسول از پروفیسر محمد مسعود احمد بیس ہیسے کے ٹکٹ بھیج

کر طلب کریں -

ضیائے کنز الایمان (طبع دوم) از علامہ غلام رسول سعیدی تیس ہیسے

کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

از کار حبیب رضا از مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری

تیس ہیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کریں -

نوٹ : ۱ تا ۷ نمبر تک کی کتابوں کے تین ایڈیشن چھپ کر بلا قیمت تقسیم ہو چکے ہیں - آئندہ نہیں چھپیں گی -

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد یعقوب خان شہروردی

۶۸ - کمرہ پارک - بلاک ۲ - کیمراؤں روڈ - لاہور